ماڈیول کی تفصیلات اور اس کا خاکہ

Details of Module and its structure

ماڈیول کی تفصیلات **Module Detail**	
مضمون کا نام **Subject Name**	اردو Urdu
کورس کا نام **Course Name**	ثانوی سطح کے اردو اساتذہ کے لیے آن لائن تربیتی کورس **Online Course for Teachers Teaching Urdu at Secondary Stage**
ماڈیول کا عنوان **Module Name/Title**	ناول اور افسانے کی تدریس **Novel aur Afsane ki Tadrees**
ماڈیول آئی ڈی **Module ID**	**TUSS_NAT_14**
کلیدی الفاظ **Keywords**	ناول، پلاٹ، کردار، مکالمہ، ناولٹ، افسانہ، زمان و مکاں، کرکزی خیال، گئودان، میدانِ عمل، ایسی بلندی ایسی پستی، آگ کا دریا،

ڈیولپمنٹ ٹیم

Development Team

کردار **Role**	نام **Name**	ادارہ **Affiliation**
کورس کو آرڈینیٹر **Course Coordinators**	پروفیسر محمد فاروق انصاری **Prof. Mohd. Faruq Ansari** پروفیسر دیوان حنان خان **Prof. Diwan Hannan Khan**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**
کورس ایڈمنسٹریٹر **Course Administrator**	ڈاکٹر عزیر احمد **Dr. Uzair Ahmad**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**

ماڈیول:14

ناول اور افسانے کی تدریس

فہرست

1	تمہید	3
2	مقاصد	3
3	ناول	4
3.1	پلاٹ	4
3.2	کردار	5
3.3	منظر	5
3.4	مرکزی خیال	5
3.5	اردو میں ناول کی روایت	6
4	ناولٹ	7
4.1	ناول کی تدریس	7
5	افسانہ	8
5.1	پلاٹ	9
5.2	کردار	9
5.3	زمان و مکاں	9
5.4	مرکزی خیال	10
5.5	اسلوب	10
5.6	اردو میں افسانے کی روایت	10

5.7 افسانچہ / منی کہانی 11
5.8 افسانے کی تدریس 12
6 خلاصہ 12

1 تمہید

ناول اور افسانہ اردو افسانوی نثر کی اہم اصناف ہیں۔ ناول ایک طویل کہانی ہے جس میں عام زندگی کے حالات وواقعات اور مسائل و معاملات کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ ناول میں کسی شخص، سماج، تہذیب یا عہد کی زندگی پیش کی جاتی ہے۔ اسی طرح افسانہ ایک ایسی نثری کہانی ہوتی ہے جس میں زندگی کے کسی ایک پہلو کا بیان ہوتا ہے۔ ہم اپنی آسانی کے لیے کہہ سکتے ہیں کہ افسانہ کی طوالت اتنی ہوتی ہے کہ اسے ایک ہی نشست میں پڑھا جاسکے۔ اس سبق میں ہم انھیں دو اصناف کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

2 مقاصد

- ناول اور افسانے کا فن اور ان کی تکنیک۔
- ناول، ناولٹ اور افسانے کے درمیان فرق کی نشاندہی۔
- ناول اور افسانے کے موضوعات۔
- اردو کے اہم ناول نگار، افسانہ نگار اور ان کی تخلیقات کا بیان۔

3 ناول

نثری اصناف میں ناول اس وقت دنیا کی مقبول ترین اصناف میں سے ایک ہے۔ مغرب میں ناول نگاری کی ابتدا کو صنعتی انقلاب سے جوڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ انیسویں صدی سے اردو میں ناول کے لیے راہیں ہموار ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ ناول کی کوئی ایک مکمّل اور جامع تعریف ممکن نہیں۔ مختلف ناقدوں اور ادیبوں نے ناول کی الگ الگ تعریفیں کی ہیں۔

ناول ایک طویل کہانی ہے جس میں عام زندگی کے حالات و واقعات اور مسائل و معاملات کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ ناول میں کسی شخص، سماج، تہذیب یا عہد کی تصویر پیش کی جاتی ہے۔ افراد اور سماج کے مابین ہونے والے اشتراک اور کشمکش ناول کا موضوع بنتے ہیں۔ اس کے لیے ناول نگار اپنے زمانے کو پیش کر سکتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ماضی کو بھی بنیاد بنا سکتا ہے۔ وہ اپنے تخیل سے مستقبل کا بھی کوئی خواب بُن سکتا ہے۔ ناول کے بنیادی اجزائے ترکیبی ہیں: پلاٹ، کردار، منظر اور مرکزی خیال۔

3.1 پلاٹ

پلاٹ واقعات کی ترتیب کا نام ہے۔ جو واقعہ یا واقعات کے آغاز، وسط اور انجام سے تشکیل پاتا ہے۔ عام طور سے واقعات کی ترتیب اسباب اور اس نتائج کے اصول پر کی جاتی ہے۔ یعنی ایک واقعہ ہوا، پھر اس کے نتیجہ میں دوسرا واقعہ رونما ہوا۔ بعض ناولوں میں زمانی ترتیب سے واقعات کو پیش کر دیا جاتا ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ واقعات کی ترتیب ایسی ہو کہ اس سے کوئی مخصوص تاثر ابھارا جا سکے۔ پلاٹ کی خوبصورتی کا دار و مدار واقعات کے ہنر مندانہ انتخاب اور ترتیب پر ہے۔ ناول نگار کو یہ شعور ہونا چاہیے کہ کون سے واقعات اور تجربات ناول کی کہانی کو زیادہ سے زیادہ موثر اور دلچسپ بناتے ہیں۔ وہ اُن واقعات و تجربات کے بیان سے اجتناب[1] کرتا ہے جن سے پلاٹ کی دلکشی اور روانی میں رکاوٹ پیدا ہو۔ عمدہ اور مربوط پلاٹ ناول کی کامیابی میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

---

[1] گریز

3.2 کردار

ناول میں کردار کے ذریعے واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ وہ کردار جاندار اور زندہ کہلاتے ہیں جو سماجی صورت حال کے مطابق ہونے کے باوجود وقت کے ساتھ تبدیلی سے بھی گزرتے ہیں۔ اس طرح کے کردار اپنی انفرادی، خاندانی اور سماجی زندگی کی بہتر عکاسی کرتے ہیں۔ ایک اچھا ناول نگار کردار کی نفسیات، اندازِ فکر، عادات واطوار، زبان وبیان اور جذبات واحساسات کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ وہ کردار جیتے جاگتے انسان کا روپ لے لیتا ہے۔ ناول کے بعض کردار ایسے ہوتے ہیں جو ناول کے پورے واقعے میں ہمیشہ یکساں رہتے ہیں اور بدلتے نہیں۔ ایسے کردار عام طور سے کمزور یا سپاٹ کہلاتے ہیں۔ ان میں اگر مزاح اور بذلہ سنجی[2] کے عناصر ہوں تو پھر یہ کمی کھٹکتی نہیں ہے۔ جن کرداروں کی شخصیت کے زیادہ سے زیادہ پہلو ناول میں ابھرتے ہیں وہ زیادہ پسند کیے جاتے ہیں۔

3.3 منظر

منظر سے مراد وہ ماحول ہے جس میں ناول کے کردار عمل سے گزرتے ہیں اور واقعات رونما ہوتے ہیں۔ یہ ماحول جغرافیائی بھی ہو سکتا ہے اور تہذیبی، ثقافتی، سماجی یا خاندانی بھی۔ ماحول کو پیش کرنا ایک دشوار کام ہے۔ ماحول کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ فطری معلوم ہو۔ قدرتی مناظر کی عکاسی ایسی ہونی چاہیے کہ قاری پر واقعات اور کردار کی کیفیت اُجاگر ہو جائے۔

3.4 مرکزی خیال

مرکزی خیال سے مراد وہ تجربہ، مجموعی تاثر یا بصیرت ہے جو ناول پڑھنے کے بعد قاری اخذ کرتا ہے۔ ایک ناول میں ایک سے زیادہ مرکزی خیال ہو سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ سبھی آپس میں مربوط ہوں اور ایک نقش دوسرے کو دھندلائے بھی نہیں۔ ہر قاری اپنے تجربے اور ترجیحات کے تناظر میں ناول سے الگ الگ مرکزی خیال برآمد کر سکتا ہے۔ قاری کسی خیال سے متفق ہو سکتا ہے یا اس سے اختلاف کر سکتا ہے۔

---

[2] ہنسی مذاق

ناول کے اجزائے ترکیبی سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیے کہ ہر ناول میں اُن کی یہی صورت قائم رہتی ہے۔ بعض ناولوں میں پلاٹ کی اہمیت کم ہو سکتی ہے اور کردار و ماحول زیادہ موئثر ہو سکتے ہیں۔ کسی میں واقعے کی اہمیت ہوتی ہے اور کوئی صرف کردار کی بنا پر ایک کامیاب ناول بن جاتا ہے۔ ناول کی کامیابی یا ناکامی کا اصل پیمانہ یہ ہے کہ وہ زندگی کی پیش کش میں کامیاب ہے یا نہیں۔ اس میں جو تجربات بیان کیے گئے ہیں ان کی نوعیت کیا ہے۔ ان سے قاری کی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے یا نہیں۔

3.5 اردو میں ناول کی روایت

اردو میں ناول نگاری کا سلسلہ انیسویں صدی کے نصف آخر سے شروع ہوتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ناول 'مرآۃ العروس' کو اردو کا پہلا ناول مانا جاتا ہے۔ 'مرآۃ العروس' کے علاوہ 'توبۃ النصوح'، 'ابن الوقت' وغیرہ میں اصلاحی، اخلاقی اور مذہبی پہلو نمایاں ہیں۔ اسی زمانے میں شرؔر نے کئی نیم تاریخی اور رومانی ناول لکھے۔ ان کے ناول 'فردوسِ بریں' اور 'منصور موہنا' کو کافی شہرت ملی۔ رتن ناتھ سرشار کا 'فسانۂ آزاد' بھی اسی دور میں لکھا گیا۔ فنی اعتبار سے اردو کا پہلا مکمّل ناول 'امراؤ جان ادا' ہے جسے مرزا محمد ہادی رسوا نے لکھا۔ اس ناول میں حقیقت نگاری کا رنگ گہرا ہے۔ رسواؔ نے عام انسانوں کو اپنے ناول کا کردار بنا کر ان کی اہمیت اور معنویت کا احساس دلایا۔ ان کے دیگر ناول 'شریف زادہ' اور 'ذاتِ شریف' ہیں۔ ناول نگاری کے میدان میں پریم چند ایک بڑا نام ہے۔ انھوں نے موضوعات اور اسالیب کی سطح پر کئی کارہائے نمایاں انجام دیے۔ اُن کے ناولوں میں دیہاتی زندگی کی حقیقی تصویریں نظر آتی ہیں۔ 'گئودان' ان کا شاہکار ناول ہے۔ 'بازارِ حسن'، 'چوگانِ ہستی'، 'گوشۂ عافیت'، 'میدانِ عمل'، 'نرملا' اور 'غبن' وغیرہ کا شمار ان کے اہم ناولوں میں کیا جاتا ہے۔ پریم چند کے بعد اُردو میں ناول نگاری پر خصوصی توجہ دی جانے لگی اور ناول نگاری کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ اردو کے بعض اہم ناول نگار اور اُن کے مشہور ناولوں کی فہرست ترتیب دینی ہو تو اس طرح دے سکتے ہیں:

کرشن چندر (شکست)، عزیز احمد (گریز، ایسی بلندی ایسی پستی)، قرۃ العین حیدر (آگ کا دریا)، شوکت صدیقی (خدا کی بستی)، عبداللہ حسین (اُداس نسلیں)، حیات اللہ انصاری (لہو کے پھول) جمیلہ ہاشمی (تلاشِ بہاراں)، عصمت چغتائی (ٹیڑھی لکیر)، ممتاز مفتی (علی پور کا ایلی)، خدیجہ مستور (آنگن)، انتظار حسین (بستی)، قاضی عبدالستار (صلاح الدین ایوبی، داراشکوہ)، جیلانی بانو (ایوانِ غزل)، جوگندر پال (نادید)، الیاس احمد گدّی (فائر ایریا) عبدالصمد (دو گز زمین)۔

4 ناولٹ

'ناولٹ' ناول کی ایک چھوٹی شکل ہے۔ جس طرح مختصر افسانے کو طویل افسانے سے الگ کرنے کا کوئی حتمی اصول نہیں ہے اسی طرح ناول اور ناولٹ کے درمیان بھی حدِ فاصل کھینچنا مشکل ہے۔ قرۃ العین حیدر نے 'ہاؤسنگ سوسائٹی'، 'دلربا'، 'اگلے جنم موہے بٹیا نہ کیجو'، 'چائے کے باغ' اور 'سیتا ہرن' کو خود ناولٹ کہا ہے۔ راجندر سنگھ بیدی کے 'ایک چادر میلی سی' کو بھی ناولٹ کہا جاتا ہے۔

ناولٹ میں عام ناولوں جیسی کرداروں کی کثرت یا قصہ در قصہ واقعات کا بیان بالعموم نہیں ہوتا۔ ناولٹ کی پوری کہانی عام طور پر ایک ہی واقعے کے گرد گھومتی ہے اور اس کا زمانی پس منظر بھی بہت وسیع نہیں ہوتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اردو میں ناول ہی کا حجم رکھنے والے بہت سے ناولٹ بھی موجود ہیں۔

سجاد ظہیر کا 'لندن کی ایک رات'، عصمت چغتائی کا 'ضِدّی' اور انتظار حسین کا 'چاند گہن' بھی اردو میں ناولٹ کی معروف مثالیں ہیں۔

4.1 ناول کی تدریس

ناول کی تدریس کے آغاز میں نصاب میں شامل ناول کے جس حصے کو پیش کیا گیا ہے اس کی روشنی میں اس ناول کی مختصر کہانی طلبا کو سنا کر پڑھنے پڑھانے کا ایک ماحول بنایا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد اگر کرداروں کی شناخت کرا دی جائے تو طلبا اس ناول کے کرداروں سے واقف ہو جائیں گے۔ مثلاً اُن سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اس کہانی میں کون کون سے لوگ تھے؟ اگر طلبا کے جوابات میں کرداروں کے نام مثلاً پنڈت امرناتھ، پروفیسر دیناناتھ، بابو امرت رائے، دیوکی، بدری پرشاد، پریما، بابو کملا پرشاد، پورنا، بسنت کمار، سمترا وغیرہ آتے ہیں تو یہیں رک کر یہ بتانے کا مرحلہ آتا ہے کہ یہ کہانی جو ابھی سنائی گئی یہ ایک ناول ''بیوہ'' میں پیش کی گئی کہانی ہے جسے اردو کے مشہور ناول نگار پریم چند نے لکھا ہے۔ اس مقام پر یہ وضاحت کی جا سکتی ہے کہ ناول اور افسانہ میں کیا فرق ہے؟ یا ناول داستان سے الگ کیسے ہے؟ ظاہر ہے کہ افسانے کے بارے میں یہ بتایا جائے گا کہ افسانہ ایک ایسی کہانی ہے جس میں زندگی کے کسی حصے یا کسی خاص مسئلے کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس میں پیش کیے گئے

واقعات ہماری زندگی کے بالکل قریب معلوم ہوتے ہیں۔ چونکہ افسانے میں زندگی کے کسی ایک پہلو کا بیان ہوتا ہے اس لیے یہ ناول کے مقابلے بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ ناول میں پوری زندگی بیان کی جاتی ہے اس لیے وہ طویل ہوتا ہے۔

طلبا کو یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ ہزاروں اوراس سے زیادہ پر پھیلی ہوئی "داستان امیر حمزہ" یا دو یا تین سو صفحات پر مشتمل "باغ و بہار" یا "فسانۂ عجائب" کو داستان کیوں کہا جاتا ہے؟ ناول کیوں نہیں؟

اگر نصاب میں پریم چند کا ناول "بیوہ" شامل ہے تو اس ناول کے پلاٹ اور اہم کرداروں سے واقف کراتے ہوئے مصنف یعنی پریم چند کے بارے میں بتایا جانا چاہیے۔ یہاں سبق پر روشنی ڈالنے سے پہلے پریم چند کی زندگی کے بارے میں طلبا کو آگاہ کیا جائے۔

اس کے بعد طلبا کو ناول کے اجزائے ترکیبی سے واقف کرایا جاسکتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مکالمے سبق سے اخذ کرکے طلبا کے سامنے پیش کیے جائیں۔ اس کے لیے تختۂ سیاہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ منظر کا حصہ بھی تختۂ سیاہ پر لکھ کر اس پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔ کرداروں کے نام لکھ کر وہ کون ہیں، کیا ہیں؟ کس طبقے کے ہیں؟ انھوں نے ناول میں کیا رول ادا کیا ہے؟ ان کے بارے میں بھی بتایا جاسکتا ہے۔ ان مرحلوں کے بعد پلاٹ، زبان و بیان نیز مکالمے میں مستعمل محاورات، مرکّبات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ ان امور پر توجہ دیتے ہوئے اور بھی بہت سے پہلوؤں کے پیشِ نظر ناول کے متن کی تدریس کا طریقِ کار متعیّن کیا جاسکتا ہے۔

5 افسانہ

افسانہ ایجاز و اختصار کا فن ہے۔ اردو کی بیانیہ اصناف میں بہت زیادہ مقبولیت افسانے کو ملی۔ سو برس سے کم کی مدت میں اس صنف نے غیر معمولی کامیابی حاصل کی۔ افسانے کے ذریعے فرد کی زندگی کے کسی ایک پہلو، نفسیاتی صورتِ حال، جذباتی کیفیت، یا تجربے کو افسانے کا موضوع بنایا جاتا ہے۔ افسانے کی کوئی قطعی تعریف ممکن نہیں ہے۔ اس کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ افسانہ ایک ایسی نثری کہانی ہے جسے پڑھنے کے لیے آدھے گھنٹے کا وقت لگے۔ کسی کا کہنا ہے کہ افسانے کی طوالت اتنی ہونی چاہیے کہ ایک ہی نشست میں پڑھا جا سکے۔ کسی کا خیال ہے کہ افسانہ کسی ایک واقعے کا بیان ہوتا ہے جس میں ابتدا، وسط اور انجام ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر تعریف میں افسانے کی کسی ایک اہم خصوصیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ماہرینِ ادب نے اس کی جو تعریفیں بیان کی ہیں، ان کی روٗ سے افسانہ ایک مختصر نثری بیانیہ ہے۔ افسانے میں واقعات کا بیان، کرداروں کی گفتگو اور منظر و ماحول کی پیش کش بہت نپی تلی اور تاثر سے بھرپور ہونی چاہیے۔ یہاں تاثر سے مراد وحدتِ تاثر ہے۔ پلاٹ، کردار، زمان و مکاں، مرکزی خیال اور اسلوب کی افسانے کے فن میں خاص اہمیت ہے۔

5.1 پلاٹ

اردو میں بغیر پلاٹ کے افسانے بھی لکھے گئے ہیں لیکن زیادہ تر افسانے کسی پلاٹ ہی کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔ افسانے میں انھیں واقعات یا واقعے کو پیش کیا جاتا ہے جو مجموعی تاثر کو نمایاں کرنے میں معاون ہوں۔ واقعات کے بیان میں اختصار پلاٹ کے حسن کو بڑھاتا ہے۔ پلاٹ کا دلچسپ ہونا ضروری ہے۔

5.2 کردار

افسانے میں کردار کی شخصیت کے کچھ ہی پہلو دکھائے جاسکتے ہیں، اس لیے افسانے کی کامیابی کے لیے لازمی ہے کہ اس کی ابتدا ہی میں کردار کا واضح نقش اُبھر آئے۔ کوئی بھی اچھا افسانہ کردار نگاری کے فن پر گرفت کے بغیر وجود میں نہیں آتا۔ حالانکہ بہت سے افسانے بغیر کردار کے بھی لکھے گئے ہیں لیکن اردو کے سب سے معروف افسانے بالعموم کرداروں کے افسانے ہیں۔

یہاں پر یہ سوال بھی اُٹھتا ہے کہ افسانے کے کردار کیسے ہوں؟ افسانے میں کردار ایک مخصوص دائرے میں ہی حرکت و عمل کر سکتے ہیں۔ اُن کے فکری اور جذباتی میلانات بھی افسانے کے مرکزی موضوع کے تابع ہوتے ہیں۔ اس لیے قابلِ توجہ کردار وہی ہیں جو ان تمام پابندیوں کے باوجود قاری کے دل و دماغ پر ایک گہرا نقش چھوڑنے میں کامیاب ہو جائیں۔

5.3 زمان و مکاں

ہر واقعہ اور انسانی تجربہ وقت کے کسی نہ کسی مخصوص دائرے اور مکان یا مقام کے کسی نہ کسی معیّنہ پس منظر میں جنم لیتا ہے۔ اچھا افسانہ نگار وہی ہے جو ماحول کی جزئیات پر گہری نظر رکھتا ہو اور کرداروں کے زمانی پس منظر سے اچھی طرح آگاہ ہو۔ اس کے علاوہ افسانے میں منظر نگاری اور جذبات نگاری کی بھی اہمیت ہے۔

5.4 مرکزی خیال

ہر افسانہ کسی نہ کسی مرکزی خیال کے گرد گھومتا ہے۔لکھنے والے کے تصورِ حیات و کائنات یا زندگی کی طرف اس کے رویّے کی نشاندہی بھی افسانے کے مرکزی خیال سے ہوتی ہے۔ مرکزی خیال میں جتنی گہرائی ہو گی، افسانہ اتنا ہی کامیاب ہو گا۔

5.5 اسلوب

افسانے کا اسلوب غیر افسانوی نثر سے مختلف ہوتا ہے اس کی نثر نہ فلسفیانہ ہوتی ہے اور نہ علمی۔ بلکہ اس کی زبان تخلیقی ہوتی ہے۔اس میں سادگی، روانی اور حقیقت پسندی کا عنصر ضروری ہے۔ یہی خوبیاں کسی افسانے کو دلچسپ بناتی ہیں۔ افسانہ نگار کا اپنا ایک انفرادی اسلوب ہوتا ہے۔ اس نکتے کو سمجھنے کے لیے پریم چند، منٹو، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، راجندر سنگھ بیدی اور انتظار حسین کے افسانوی اسالیب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

5.6 اردو میں افسانے کی روایت

اردو میں افسانہ بیسویں صدی کی دین ہے۔ اس کا باقاعدہ آغاز پریم چند سے ہوا۔ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ "سوز وطن" 1907 میں منظر عام پر آیا لیکن راشد الخیری کا افسانہ نصری اور خدیجہ کو اردو کا پہلا افسانہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اردو افسانے کے ابتدائی دور میں دو قسم کے رجحانات سامنے آئے۔ پہلا رجحان حقیقت پسندی کا تھا جس کے روحِ رواں پریم چند تھے۔ انھوں نے افسانوی ادب کا رخ تبدیل کر دیا اور پسماندہ طبقات کی زندگی کے مسائل کو موضوع بنایا۔انہوں نے پہلی بار دیہی زندگی کو اپنے افسانوں میں پیش کیا۔ پریم چند کی روایت کو آگے بڑھانے والے افسانہ نگاروں میں پنڈت سدرشن، اعظم کریوی، علی عباس حسینی، حیات اللہ انصاری، سہیل عظیم آبادی اور اپندر ناتھ اشک کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

حقیقت پسند رجحان کے ساتھ ساتھ اردو میں رومانی افسانے کی روایت بھی قائم ہوئی۔اس روایت کو فروغ دینے والوں میں سجاد حیدر یلدرم، ل۔ احمد اکبر آبادی، سلطان حیدر جوش، مجنوں گورکھپوری اور بیگم حجاب امتیاز علی کے نام اہم ہیں۔

بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں باغیانہ تیور رکھنے والے افسانہ نگاروں کی ایک نئی نسل سامنے آئی۔ یہ لوگ پرانی روایتوں، معاشرے پر مذہب کی گرفت اور ہر طرح کی توہّم پرستی کے مخالف تھے۔1932 میں انھوں نے 'انگارے' کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا جس میں سجاد ظہیر، محمود الظفر، رشید جہاں اور احمد علی کے افسانے شامل ہیں۔ پریم چند کے ساتھ ساتھ 'انگارے' کی اشاعت کو بھی ترقی پسند تحریک کا پیش خیمہ کہا جاسکتا ہے۔ ترقی پسند تحریک کا آغاز 1936 میں ہوا۔ کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، عصمت چغتائی، احمد ندیم قاسمی، خواجہ احمد عباس، بلونت سنگھ، قاضی عبد الستار اور رتن سنگھ وغیرہ نمائندہ ترقی پسند افسانہ نگار ہیں۔ اسی عہد میں حسن عسکری، ممتاز شیریں، انتظار حسین اور قرۃ العین حیدر نے افسانوی ادب میں ایک نئی راہ بنائی۔ ان کے علاوہ سعادت حسن منٹو کا شمار بھی اسی عہد کے اہم افسانہ نگاروں میں کیا جاتا ہے جو اپنے افسانوں کے موضوع اور تکنیک میں دیگر افسانہ نگاروں سے مختلف نظر آتے ہیں۔

1960 کے بعد اردو میں علامتی اور تجریدی افسانے بھی لکھے جانے لگے۔ ان افسانوں میں فرد کی تنہائی، معاشرے کے زوال، سماجی زندگی کے انتشار جیسے موضوعات پر زور دیا گیا۔ بلراج مین را، جیلانی بانو، خالدہ حسین، غیاث احمد گدی، جوگندر پال، اقبال متین، اقبال مجید، نیر مسعود اور انور سجاد کے افسانوں میں علامت کا رنگ گہرا ہے۔ ان کی تکنیکوں میں تنوّع ہے۔ اس نسل نے حقیقت کو موضوع بنانے کے بجائے حقیقت کے تاثر پر اپنے افسانے کی بنیاد رکھی۔ ان افسانہ نگاروں نے ہی پہلی مرتبہ پلاٹ سے عاری افسانے لکھے۔ اس روایت کو بعد کے جن افسانہ نگاروں نے فروغ دیا ان میں شفق، شموئل احمد، عبد الصمد اور شوکت حیات کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے برعکس سلام بن رزّاق، انور خاں، علی امام نقوی، انور قمر اور سیّد محمد اشرف نے نئی حقیقت کو بنیاد بنا کر افسانے کے فن میں توازن قائم کرنے کی کوشش کی۔

5.7 افسانچہ / منی کہانی

'افسانچہ' افسانے کی مختصر ترین اور جدید ترین صورت ہے۔ اسے منی افسانہ یا منی کہانی بھی کہتے ہیں اردو میں افسانچے کا آغاز منٹو کے 'سیاہ حاشیے' سے ہوتا ہے جس میں منٹو نے آزادی کے بعد پھوٹنے والے فرقہ وارانہ فسادات کو پس منظر بنا کر چھوٹی چھوٹی کہانیاں لکھی ہیں۔ افسانچہ زیادہ سے زیادہ ایک ڈیڑھ صفحے اور کم سے کم چند سطروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ آج کل یک سطری کہانی لکھنے کا بھی تجربہ کیا جارہا ہے۔

منٹو کے بعد جن اہم کہانی کاروں نے افسانچہ لکھ کر اپنی شناخت بنائی ہے ان میں جوگندر پال، رتن سنگھ، خالد سہیلا اور ہرچرن چاولہ اور وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

5.8 افسانے کی تدریس

قصے کہانیوں سے طلبا بچپن ہی میں مانوس ہو جاتے ہیں اس لیے افسانے کی تدریس میں کہانی سنانے کا انداز اختیار کیا جائے تو تدریس اور تفہیم دونوں میں آسانی ہو سکتی ہے۔ بہتر ہے کہ پہلے نصاب میں شامل افسانے کو معلّم عام بول چال کی زبان میں طلبا کو سُنا دے اور پھر افسانے کے کرداروں کا تعارف بھی کرا دے۔ افسانے میں جو ماحول اور منظر کشی ہے، اس کی وضاحت کرے۔ ماحول کی مطابقت سے کردار جیسی زبان بولتے ہیں، ان کی نشان دہی کرتے ہوئے افسانے میں مکالمے کی ضرورت کو سمجھایا جائے۔ افسانے کے واقعات کی ترتیب یعنی پلاٹ یا ماجرے سے اور افسانہ سن کر اس سے پیدا ہونے والے تاثر سے طلبا کو واقف کرایا جائے۔ یہ سارا مرحلہ گویا افسانے کی تکنیکی خصوصیات کا بیان ہوگا۔ اس کی تفہیم سے طلبا بطورِ صنف افسانے سے واقفیت حاصل کریں گے۔ یہاں معلّم اس کے کچھ حصّے کو بآوازِ بلند پڑھ کر سنائے اور اس قرأت میں افسانے کے کرداروں کی زبان اور ان کے جذبات واحساسات کے اظہار کے فطری پن کا خیال رکھے تاکہ طلبا بھی افسانے کی قرأت صحیح طور پر کرنا سیکھ جائیں۔ زبان کے صحیح استعمال سے دراصل طلبا کو کرداروں کی فطرت کے بارے میں بھی سمجھایا جاسکتا ہے کہ سماج کے مختلف ماحول میں لوگ مختلف ڈھنگ سے زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے افسانے کے ماحول اور واقعے کا ربط بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ کس طبقے میں، کس قسم کے لوگوں کے ساتھ پیش آرہا ہے۔

افسانہ میں محاورات، تشبیہیں، استعارے اور معیاری و غیر معیاری دونوں طرح کی زبان کو برتا جاسکتا ہے اس لیے معلّم زبان کے ان تمام خواص کی تدریس کو دھیان میں رکھے۔

اگر معلّم نے سبق کی ابتدا میں داستان اور افسانے کا فرق بتادیا ہے تو طلبا کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگے گی کہ افسانہ زندگی کے حقائق کا تخلیقی بیان ہوتا ہے۔ داستان کی طرح اس میں دیو اور پریاں نہیں جیتے جاگتے انسان عمل کرتے ہیں۔ تعیّنِ قدر کے لیے افسانے کے کرداروں کی نفسیاتی تبدیلیوں، ان کی زبان، واقعے کا کرداروں پر اثر اور طلبا پر اُن کے تاثر کے متعلق سوالات کیے جاسکتے ہیں۔

6 خلاصہ

ناول انسانی زندگی کی مکمل عکاسی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے ایک ہی سماج میں رہنے والے مختلف طبقے اور مختلف ذہن و فکر رکھنے والے لوگوں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کے نصف آخر سے لے کر اب تک کی سماجی اور ثقافتی تاریخ کا مطالعہ کرنا

ہو تو ناول ایک اچھا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ان کے مناظر اور کردار اس میں ہماری مدد کریں گے۔ ناول نے سماج کے بدلتے مزاج اور تہذیب وثقافت کو اپنے اندر محفوظ کیا ہے۔ جس طرح ناول اور ناولٹ میں منظر کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے افسانے میں اس کی گنجائش کم ہوتی ہے۔ ناول اور ناولٹ میں چونکہ پوری زندگی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے کردار کی تعداد بھی زیادہ ہو سکتی ہے جبکہ افسانے میں زندگی کے کسی خاص پہلو کو موضوع بنایا جاتا ہے اس لیے کرداروں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی۔

ناول اور افسانے کی تدریس کے دوران ان تمام امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے آپ اپنی تدریسی کارکردگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

Disclaimer

آن لائن کورس کے درسی مواد کی ترتیب وتدوین کے لیے این سی ای آر ٹی کی درسی ومعاون درسی کتابوں اردو زبان وادب کی تاریخ، اردو قواعد وانشا، اردو کی ادبی اصناف، رہنما کتاب، اردو تدریسیات، اردو زبان کی تدریس وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔